قائداعظم ۔ مثالی ریاست کا تصور

نورین رضوی

Noreen Rizvi,

Ph.D. Scholar, Department of Urdu

Lahore Garrison University, Lahore.

عرفان رشید

Irfan Rasheed

Ph.D. Scholar, Department of Urdu

Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

Quaid e Azam wanted to make Pakistan an examplary country where nobody face any problem, where every body spend his life freely and fearlessly. All provinces should have good relations. Quaid-e-Azam says Urdu Language is milestone and play important role in communication. He says that Urdu language has leading ability. The Rashidon caliphate is the collective term comprising the first four caliphs. The "Righty Guided" or Rashidon Caliphs. In Islamic History and was founded after Hazrat Muhammad (PBUH) death in 632 (Year 11 AH in islmic calender). All four Rashidon Caliphs were connected to Muhammad (PBUH) through marriage were early converts to Islam, were his closest campanions by association and support, and were often praised by Muhammad (PBUH) and delegated roles of leadership within the noscent muslim community. Islamic governments have received guidance from Rashidon caliphate during every period. Quaid-e-Azam was very

impressed by the Rashidon caliphate. He has great deal of study of Rashidon caliphate. Quaid-e-Azam wanted to make Pakistan an ideal state. He wanted to enforce Hazrat Umar's rulling system in Pakistan. he wanted to have a goverment in Pakistan based on ethnol and justice. Where everyone get his right on equality basis without any discrimination.

قوموں کے عروج وزوال کی تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ ہر قوم کی زندگی میں ایک وقت ایسا آتا ہے جب اسے قعرِ مذلّت سے نکالنے کے لیے ایک عظیم اور فعال ہستی اُبھر کراُوپر آتی ہے اور اپنے کردار اور شخصیت سے اپنی قوم کا مقدر بن جاتی ہے۔ایسی شخصیت صدیوں میں ایک بار پیدا ہوتی ہے۔

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

قائداعظم محمد علی جناح کا شمار بھی انہی تاریخ ساز ہستیوں میں ہوتا ہے جس نے اپنی سچائی سے برسوں کی نیم مردہ قوم میں ایک نئی روح پھونک دی۔اسے اتحاد، تنظیم اور یقین محکم کی لڑی میں پرو دیا اور پھر اپنے فولادی عزم، بے مثال قوتِ ارادی اور استقامت سے اپنوں اور اغیار کی مخالفتوں کے باوجود صدیوں کی غلامی سے نجات دلائی اور اسے آزاد اور زندہ قوموں کی صف میں لا کر کھڑا کیا۔قوم میں لیڈر تو بہت ہوتے ہیں مگر ایسا لیڈر جو اپنی قوم کی تقدیر کو بدل دے اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ ہوتا ہے۔قائداعظم خود انگریزی بولتے تھے انہیں اُردو نہیں آتی تھی اس کے باوجود انہوں نے مختلف مقامات میں اُردو میں اظہار خیال کرنے کی کوشش کو اپنے لیے باعثِ فخر سمجھا۔ڈاکٹر مولوی عبدالحق (بابائے اردو) کہتے ہیں:

> ''تقسیم سے کئی برس پہلے اینگلو عربک کالج دہلی میں قائداعظم نے طلباء سے خطاب کیا۔لوگ توقع سے زیادہ جمع ہو گئے۔قائد نے اپنے ہم راہی سر عزیز الحق سے پوچھا کہ اس مجمع میں انگریزی سمجھنے والے کتنے ہونگے انہوں نے کہا زیادہ سے زیادہ پانچ سو ہونگے۔ پھر پوچھا اردو سمجھنے والے کتنے ہونگے انہوں نے کہا ڈیڑھ دو ہزار۔ اس کے بعد عزیز الحق نے کہا آپ انگریزی میں تقریر فرمائیے میں اس کا بنگالی میں ترجمہ کردوں گا۔قائداعظم نے فرمایا کہ وہ اُردو ہی میں تقریر کریں گے اور انہوں نے اُردو میں اپنی پہلی تقریر کی۔یہ واقع سنانے کے بعد قائداعظم نے بابائے اردو سے ہنس کر فرمایا'' میری اردو تانگے والے کی اُردو ہے۔'' مطلب یہ ہوا کہ قائداعظم اپنی تانگے والے کی زبان اُردو پر شرماتے نہیں تھے۔اس پر اظہار

خیال کرتے ہوئے اگرچہ انہیں دقت بھی ہوتی تھی پھر بھی اس کی قومی اہمیت کے پیشِ نظر اس میں تقریر فرمائی اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ قائد کی بصیرت نے محسوس کرلیا تھا کہ اردو کے خلاف بنگال ہی سے آواز اُٹھ سکتی ہے۔ اسی لیے اپنی زندگی کی پہلی تقریر بنگال ہی سے کی۔''(۱)

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل نے ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء کو ایک قرارداد کے ذریعہ محمد علی جناح کو مجاز کیا تھا کہ وہ انڈیا ایکٹ کے تحت ہونے والے صوبائی انتخابات میں منشور شائع کریں۔ ۱۳ اگست ۱۹۳۶ء پارلیمنٹری بورڈ کی مجلس دستور ساز کا مرتب کردہ یہ منشور مجلس عاملہ نے منظور کیا اور اسی دن شائع کر دیا۔ اس کی شق نمبر ۱۱ یہ تھی:

''اردو زبان اور رسم الخط کی حفاظت''

بابائے اردو مولوی عبدالحق لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۷ء میں قائداعظم نے شملے میں انہیں خط لکھا جس میں زبان کے مسئلے پر کوئی قطعی رائے قائم کرنے میں مسلم لیگ کونسل کی مدد کے لیے ۱۵ تا ۱۷ اکتوبر کو لکھنو میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی۔ اجلاس میں اردو کا رزولیوشن منظور نہ کیا جاسکا۔ قائداعظم کی اردو زبان کے بارے میں پسندیدگی کا اندازہ ان کے اس بیان سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

''ایک ملک میں صرف ایک ہی مشترک زبان ممکن ہے۔ دراصل زبان ہی ہے جو ایک حکومت کے مختلف صوبوں کے درمیان اظہار خیال کا واحد ذریعہ ہے اور وہ زبان اُردو ہونی چاہیے۔ کوئی دوسری زبان اس کی جگہ نہیں لے سکتی۔''(۲)

اُردو زبان کے علاوہ مسلمانوں کے اور بھی بہت سے مسائل تھے جن کا حل صرف ایک علاحدہ مملکت کے حصول سے ہی ممکن تھا۔ قائداعظم نے اپنی بصیرت سے وقت کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اور مسلمانوں کو معاشی اعتبار سے فروغ دینے کے لیے تقسیم ہند کو مسلمانوں کی بہتری کا ذریعہ قرار دیا کہ مسلمانوں کو اپنا ملک چاہیے جہاں ذات پات کی تمیز نہ ہو۔ معاشی فلاح و بہبود مسلمانوں کے لیے ہو۔ مسلمان اپنی تہذیب و تمدن کی پرورش کر سکیں۔ جہاں اخوت و مساوات اور خوش حال معاشرہ ہو۔ قائداعظمؒ نے کہا:

''ہم ایک خدا، ایک رسول اور ایک امُت پر یقین رکھتے ہیں۔''

لہٰذا انہوں نے قرار دیا کہ مسلمانوں کو ایک ایسا معاشرہ چاہیے جو حریت و عدل، مساوات، اخوت، محبت اور باہمی احترام کے اصول پر قائم ہو، جہاں آقا اور بندے کے درمیان تمیز نہ ہو، رنگ و

نسل سے ہٹ کر بنی آدم یکساں ہو اور وہ اللہ کی زمین پر مسلمانوں کے لیے نئی راہ نکال سکیں۔ وہ اپنے ذہن میں ہندوستانی مسلمانوں کے لیے الگ وطن کا تصور پختہ کر چکے تھے۔ جہاں مسلمان عدل وانصاف وآزادی سے رہیں اور اپنے جان و مال کی خود حفاظت کر سکیں۔ نوزائیدہ مملکت کو بہت سی دشواریوں کا سامنا تھا۔ ان میں سے ایک ''لسانی تنازعہ'' بھی تھا۔ قائداعظم نے ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو لسانی تعصب کے مضمر اور دوررس نقصانات کے بارے میں فرمایا:

> ''لسانی تنازعہ جس میں مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ لوگوں میں سے بعض نے حصہ بھی لیا، صوبائی تعصب پھیلانے کا ایک ذریعہ ہے۔ گذشتہ زمانے میں جن لوگوں نے ملت اسلامیہ سے غداری کی اور پاکستان کے خلاف رائے دی آج زبان کے مسئلہ پر آپ کے زبردست حامی بن گئے ہیں وہ صرف آپ کو اشتعال دلا رہے ہیں تا کہ آپ زبان کے مسئلہ پر حکومت کی حکم عدولی کریں۔ میں آپ کو خبردار کرتا ہوں کہ آپ اس ''پانچویں کالم'' سے خوشیار رہیں۔ جہاں تک بین الصوبائی زبان کا تعلق ہے وہ اُردو ہے اور یہی زبان اسلامی تہذیب وتمدن کی تشریح کی اہلیت اور صلاحیت رکھتی ہے۔ علاوہ ازیں وہ ان زبانوں سے بھی بہت قریب ہے جو اسلامی مما لک میں بولی جاتی ہیں۔ لہٰذا جو لوگ پاکستان کے دشمنوں کی انگیخت پر لسانی جھگڑے اُٹھا رہے ہیں وہ بیرونی ایجنٹ اور ''ففتھ کالم'' ہیں اور اس عظیم سلطنت کو تباہ کرنے کے در پر ہیں جو لاکھوں مسلمانوں کی قربانی سے حاصل ہوئی ہے۔ آپ کو بنگالی، پنجابی، سندھی، بلوچی اور سرحدی جھگڑے ختم کر دینے چاہیے۔ صوبائی تعصب سے بڑی لعنت ہے۔ اس لعنت کو فوراً ختم کر دینا چاہیے۔ یہ جذبہ تعلیماتِ اسلامی کے خلاف ہے جب تک آپ اپنی زندگی کو اس سے پاک نہ کر لیں آپ ترقی نہیں کر سکتے۔ اسلام نسل ورنگ کا دشمن ہے۔ آپ عصبیت کو ترک کر کے اسلام کی وسیع برادری میں شامل ہو جائیں۔''(۳)

اسلامی حکومتوں نے ہر دور میں خلفائے راشدین سے رہنمائی حاصل کی ہے۔ قائداعظمؒ خلفائے راشدین سے بہت متاثر تھے۔ آپ نے خلفائے راشدین کی سیرت کا بھرپور مطالعہ کیا۔ قائد اعظم پاکستان کو ایک مثالی ریاست بنانا چاہتے تھے وہ حضرت عمر فاروقؓ کے نظامِ حکومت کو پاکستان میں

نافذ کرنا چاہتے تھے۔ قائداعظمؒ کی خلفائے راشدین کے ساتھ عقیدت کے بارے میں شریف الدین پیرزادہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں:

''رسول کریم ﷺ کی سیرت پاک کے علاوہ چاروں خلفائے راشدین کی زندگیوں پر بھی انگریزی میں ان کے پاس کئی کتابیں تھیں۔ شبلی کی ''الفاروق'' کی پہلی جلد کا جو ترجمہ ظفر علی خاں نے انگریزی میں کیا تھا اس کا مطالعہ انہوں نے بہت انہماک سے کیا تھا۔ قائداعظمؒ ،حضرت عمرؓ کے ایڈمنسٹریشن (انتظام) کے بہت قائل تھے۔ انہوں نے کئی مسلم لیگی لیڈروں سے اپنے اس تاثر کا اظہار کیا۔''(۴)

تمام عالم کے محسن رحمت عالم حضرت محمد ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ ،حضرت عمر فاروقؓ ،حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ نے خلافت کی ذمہ داریوں کو نبھایا۔ حضرت علیؓ کے بعد سید حسن مجتبیٰؓ نواسہ رسول نے چھ مہینے خلیفہ ہونے کی ذمہ داری نبھائی۔ ان سب کو خلفائے راشدین کہتے ہیں اور ان کی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں۔ ان سب نے حضور ﷺ کی سچی نیابت کا پُورا حق ادا فرمایا۔

خلفائے راشدین کا زمانہ ایک اسلامی فلاحی مملکت، معاشی اور معاشرتی انصاف کی ایک ایسی مثال ہے جسے تاریخ عالم میں منفرد حیثیت حاصل ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے عظیم قائد محمد علی جناحؒ خلفائے راشدین کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش نہ کریں۔ قائداعظمؒ نے انگلستان سے واپسی کے بعد کُھلے لفظوں میں ظفر علی خاں اور سردار عبدالرب نشتر کی موجودگی میں نظریہ پاکستان کے بارے میں اعلان فرمایا جس کا اقتباس یہ تھا:

''برطانیہ، امریکہ اور یورپ کے سارے بڑے بڑے سیاستدان مساوات کا راگ الاپتے ہیں۔ روس کا نعرہ بھی مساوات اور ہر مزدور اور کاشت کار کے لیے روٹی، کپڑہ اور سر چھپانے کی جگہ (مکان) مہیا کرنا ہے۔ مگر یورپ کے بڑے بڑے سیاستدان عیش وعشرت کی جو زندگی بسر کرتے ہیں وہ وہاں کے غریبوں کو نصیب نہیں۔۔۔۔ محمد علی جناح کا لباس اتنا قیمتی نہیں جتنا قیمتی لباس یورپ کے بڑے بڑے لوگ اور روس کے لیڈر زیب تن کرتے ہیں۔۔۔۔ نہ محمد علی کی خوراک اتنی علیٰ ہے جتنی سوشلسٹ اور کمیونسٹ لیڈروں اور یورپ کے سرمایہ داروں کی ہے۔۔۔۔

ہمارے پیغمبرﷺ اور خلفائے راشدین نے سارا اختیار ہوتے ہوئے
خود غریبانہ زندگی بسر کی مگر رعایا کو خوش اور خوش حال رکھا۔"(۵)

قائداعظمؒ پاکستان کو ایک مثالی ریاست بنانا چاہتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ پاکستان کو حضرت عمر فاروقؓ جیسا حکمران ملے اور حضرت عمرؓ کا نظام رائج ہو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ پاکستان میں اخوت اور انصاف کا نظام ہو، کوئی بڑا یا چھوٹا نہ ہو۔ سب کو اپنی قابلیت اور اہلیت کی بنا پر نمائندگی ملے۔ کسی کا حق صلب نہ ہو۔ اس سلسلے میں قائداعظمؒ فرماتے ہیں:

"میں پاکستان میں حضرت عمر فاروقؓ کا نظام لانا چاہتا ہوں۔"(۶)

قائداعظمؒ چونکہ ایک حقیقت پسند انسان تھے اور تاریخ اسلام پر گہری نظر رکھتے تھے اس لیے آپ متعصب، فرقہ پرست، تفرقہ پسند لوگوں کی طرح تاریخی حقائق کو قطعاً نظر انداز نہیں کرتے تھے اور نہ چشم پوشی سے کام لیتے تھے۔ قائداعظمؒ ہمیشہ فرماتے رہتے تھے کہ:

"مسلمانوں کی وحدت کی بنیاد ایک خدا، ایک کتاب اور ایک رسول
پہ ہے۔ اس لیے مسلمان بھی فرقہ بندی سے بالاتر ہو کر اتفاق واتحاد
سے رہیں اور دنیا کے سامنے خلافت راشدہ کے دور کا نمونہ پیش
کریں تاکہ پاکستان اسم بامسمیٰ ثابت ہو سکے۔"(۷)

قائداعظمؒ نے تمام خلفائے راشدین کو دل سے تسلیم کیا تھا۔ حضرت علیؓ کو خلیفہ چہارم تسلیم کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے مدنظر پہلے تین خلفائے راشدین کی ترتیب بھی تھی۔ آپ کے دل میں حضرت علیؓ کا بے حد احترام تھا۔ اس سلسلے میں نواب صدیق علی خاں رقم طراز ہیں:

"۱۹۴۴ء میں بمبئی میں جناح، گاندھی مذاکرات کبھی کبھی دو دو تین
تین دن کے وقفے کے بعد ہوا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ گاندھی جی
اکیس ماہ رمضان المبارک کو بات چیت کرنا چاہتے تھے۔ قائداعظمؒ
نے بذریعہ اخباری بیان یہ کہہ کر معذرت کی کہ چونکہ اس دن حضرت
علیؓ کا یوم ولادت ہے اس لیے گفت وشنید نہیں کریں گے۔" (۸)

جب قائداعظمؒ نے اکیس رمضان المبارک حضرت علیؓ کی یوم شہادت کی وجہ سے گاندھی سے ملاقات منسوخ کی تو ایک ہندو نامہ نگار کے۔ ایل پنجابی نے قائداعظمؒ سے اکیس رمضان المبارک کی اہمیت پوچھی تو قائداعظمؒ نے جواب دیا:

"اگر آپ کو ۲۱ رمضان المبارک کی اہمیت کا علم نہیں تو پھر آپ کو
رپورٹر بننے کا کوئی حق نہیں۔"(۹)

قائداعظمؒ پاکستان کو ایک مکمل اور مثالی اسلامی مملکت کی صورت میں دیکھنا چاہتے تھے جہاں

مسلمانوں کو کسی قسم کے مسائل کا سامنا نہ ہو۔ وہ آزادی کے ساتھ تمام امورِ زندگی سرانجام دے سکے۔ ملک کے تمام صوبوں کا باہمی تعلقات خوشگوار ہو۔ اس کے لیے ان کے نزدیک بین الصوبائی رابطے کا بہترین ذریعہ زبان ہے۔ وہ اردو زبان کو اس سلسلہ کی اہم کڑی قرار دیتے ہیں۔ اُردو زبان میں سرکاری زبان بننے کی اہلیت موجود ہے۔ صوبائی تعصب اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے اور اس سلسلے میں بہترین روشنی اور رہنمائی کے لیے ان کے سامنے خلفائے راشدین کا عملی نمونہ موجود تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ مملکت پاکستان میں اخوت اور انصاف پر مبنی حکومت قائم ہو۔ جہاں بلا امتیاز و تفریق سب کو ان کا حق ملے اور کسی کے ساتھ ناانصافی نہ ہو اور قابلیت کی بنا پر سب کو ان کے حقوق ملیں۔ اس سلسلے میں وہ حضرت عمرؓ کی نظامِ حکومت چلانے کی صلاحیتوں کو سراہتے ہوئے ویسا نظامِ حکومت پاکستان میں نافذ کرنے کے خواہاں تھے۔

حوالہ جات

۱۔ رشید محمود، راجہ، قائداعظم افکار و کردار، لاہور: نذیر سنز پبلشرز، ۱۹۷۸ء، ص:۲۷

۲۔ محمد اشرف عطا، قائداعظم کے آخری لمحات، لاہور: اشاعت منزل، بل روڈ، س ن، ص:۱۱۲

۳۔ حبیب اللہ، ملک، قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو، لاہور: گوہر سنز، اُردو بازار، ۱۹۹۸ء، ص:۱۲۱۔۱۲۰

۴۔ سعید راشدہ، پروفیسر، گفتار و کردار قائداعظم، مطبوعہ، لاہور، ۱۹۸۵ء، ص:۲۷۳

۵۔ محمد علی، مولانا، دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ، ۲ جلدیں، مطبوعہ، لاہور

۶۔ محمد سلیم ساقی، مقام و احترام قائداعظم، مطبوعہ، لاہور، ۱۹۹۵ء، ص:۲۷

۷۔ عبدالرحمٰن خان، منشی، قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ، مطبوعہ، لاہور، ۱۹۸۶ء، ص:۱۱۱

۸۔ صدیق علی خاں، نواب، بے تیغ سپاہی، مطبوعہ، کراچی، ۱۹۷۱ء، ص:۴۱۲

۹۔ محمد منور، پروفیسر، پاکستان حصار اسلام، مطبوعہ، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص:۳۶۱

☆......☆......☆